شیعہ پروفیسر شاکر صاحب کے ماتمی پمفلٹ "ہم ماتم کیوں کرتے ہیں" کا مدلل جواب
ہم ماتم کیوں نہیں کرتے
معہ
مروجہ ماتم کے ناجائز اور حرام ہونے کے دلائل
تالیف
مظہر شریعت و طریقت قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ
حضرۃ مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ
تلمیذ رشید و خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
مظہریہ دار المطالعہ محلہ حیات النبی نزد فوارہ چوک، گجرات
0334-4612774
0312 4612774
khadim.khan4@yahoo.com

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمدخاتم النبیین ورحمۃ للعالمین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

شیعیان تلہ گنگ کی طرف سے گذشتہ ایامِ محرم میں ایک پمفلٹ بنام

''ہم ماتم کیوں کرتے ہیں''

شائع کیا گیا ہے جس میں شاکر صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج تلہ گنگ نے بھی ان الفاظ میں اس کی تصدیق لکھی ہے کہ:۔

''یہ رسالہ میں نے مطالعہ کیا اور ہر لحاظ سے موزوں پایا''

اس پمفلٹ کی ابتداء میں سانحۂ کربلا کے تحت یہ دعوٰی کیا گیا ہے کہ:

''ہم اس واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لیے ہر سال ماہ محرم میں ماتم، نوحہ خوانی اور مجالس بپا کرتے ہیں۔ ہمارا یہ عمل قرآن مجید، حدیث شریف، سیرۃ انبیاء اور سیرت اصحابِ رسول کی روشنی میں ایک عبادت کا درجہ رکھتا ہے جس کے لیے چند ایک دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔''

اس کے بعد مؤلف نے نمبروار ۱۸ دلائل پیش کیے ہیں۔

جواب کی ضرورت!

گو ان دلائل میں ایک بھی دلیل ایسی نہیں ہے جس سے ''مروّجہ ماتم'' ثابت ہو سکے۔ لیکن اس پمفلٹ میں چونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف وغیرہ کی بنیاد پر ''ماتم مروّجہ'' کو ''عبادت'' قرار دینے کا دعوٰی کیا گیا ہے جس سے ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ لگ سکتا ہے۔ اس لیے بعنوان

''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟''

جوابی رسالہ کی اشاعت ضروری سمجھی گئی۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلِ اسلام کو راہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مروّجہ ماتم

جگر گوشۂ بتول نواسۂ رسول، جوانانِ جنت کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کربلا کی بنیاد پر ہر سال "ماتمی ٹولہ" جس طرح مجلس ماتم بپا کرتا ہے اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے سیاہ کپڑے پہننا، سینہ کوبی کرنا، زنجیروں اور چھریوں سے اپنے سینوں کو لہولہان کرنا، (اور جوان زخموں کی تاب نہ لاکر مرجائے اس کو شہید قرار دینا) تابوت، تعزیہ اور دُلدل، (ذوالجناح) کا جلوس نکالنا وغیرہ۔

اس قسم کے "مروّجہ ماتم" کو "عبادت" ماننے والوں پر تو یہ لازم تھا کہ قرآن شریف، حدیث شریف، سیرۃ انبیاء اور سیرۃ اصحاب رسول سے "ماتم" کی "مروّجہ شکل وصورت" کو ثابت کرتے لیکن جو دلائل پیش کیے گئے ہیں ان سے تو یہ ماتم کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا، پھر خدا جانے شاکر صاحب تعلیم یافتہ ہو کر اس بے بنیاد اور انتہائی غیر موزوں رسالہ کو کیونکر موزوں قرار دے رہے ہیں۔ بہر حال مذکورہ دلائل کا نمبروار جواب حسب ذیل ہے۔

دلیل نمبر......ا

حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعہ میں سورۃ یوسف کی آیت کا یہ ترجمہ پیش کیا گیا:

- "اور اس نے منہ پھیر لیا اور کہنے لگا ہائے افسوس! یوسف پر اور غم واندوہ کی وجہ سے اس کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں۔"

ثابت ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے فراق کے غم میں رو رو کر اپنی آنکھیں سفید کر دیں۔ حالانکہ آپ نبی تھے اور جانتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں۔ اللہ نے اس عمل کو پسند فرمایا۔ دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام بھی اس بات کو جانتے تھے اور انہوں نے اپنی قمیص روانہ کی جس کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے چہرہ مبارک پر ملا تو انہیں دوبارہ نظر حاصل ہو گئی۔"

الجواب: (ا)......وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم (القرآن)

اور آپ کی آنکھیں حزن (غم) سے سفید ہو گئیں پس وہ غم کو اپنے اندر روکنے والے تھے۔"

ماتمی رسالہ میں فھو کظیم کا ترجمہ اس لیے چھوڑ دیا گیا ہے کہ اس سے ''ماتم نہ کرنا'' ثابت ہوتا ہے کہ کیونکہ ''کظیم'' اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دل میں بہت صدمہ ہو لیکن صبر کی وجہ سے وہ اس کا اظہار نہ کر سکے اور یہی وہ ''صبر جمیل'' ہے جس کا اعلان آپ نے اس وقت کیا تھا جب بھائیوں نے یہ جھوٹی خبر دی تھی کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔

(۲)...... آیت میں نہ ''منہ پیٹنے'' کا لفظ ہے نہ ''سینہ کوبی'' اور ''ماتم'' کا بلکہ صرف ''حزن'' کا لفظ ہے جس کا معنی صرف ''غم واندوہ'' ہے۔

(۳)...... حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق کا صدمہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو مسلسل رہا۔ لیکن جب دور فراق ختم ہوا اور آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے تختِ مصر پر متمکن ہونے کی بشارت ملی تو پھر آپ کا غم بھی جاتا رہا اور آنکھوں کی روشنی بھی واپس لوٹ آئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب تک کسی محبوب کی مصیبت باقی ہو اور اس کا صدمہ لاحق رہے لیکن صبر کے خلاف کوئی حرکت نہ کرے تو یہ غیر اختیاری ''غم واندوہ'' گناہ نہیں اور جب وہ مصیبت ختم ہو جائے تو پھر غم بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ میدان کربلا میں حضرت امام عالی مقام اور آپ کے اعزہ واحباب پر جو مصیبت نازل ہوئی وہ وقتی تھی۔ شہادت کا درجہ پانے کے بعد جب آپ کو جنت مل گئی تو پہلی مصیبت ختم ہو گئی۔

اب شہدائے کربلا کی روحوں کو حسبِ آیاتِ قرآنی جنت کا رزق ملتا ہے اور وہ وہاں خوش ہیں تو اب رونے اور ماتم کرنے کا کیا موقعہ ہے؟ ہم تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیروی کرتے ہیں کہ جب تک آپ مصیبت میں مبتلا تھے اس وقت بھی صبر کیا اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بلند مقام کی بشارت ملی تو پہلا غم بھی بالکل ختم ہو گیا۔ مصر کے تخت سے جنت کا مقام تو اعلیٰ درجہ رکھتا ہے کیا ماتمیوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے اور وہاں خوشیاں منانے کا یقین نہیں ہے اور اب بھی یہی سمجھتے ہیں کہ جنت میں بھی وہ مصیبت میں ہیں؟

(۴)...... حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی سلطنت ملنے کے بعد بھی کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس گزری ہوئی مصیبت کی یادگار میں ہر سال غم کی مجلس منعقد کی تھی؟

(۵)...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے سانحہ کربلا ایک بہت بڑا ایمانی امتحان تھا۔ جس میں آپ اعلیٰ نمبروں میں پاس ہوئے تو اب "واہ واہ حسین" امام کربلا کی شان کے مناسب ہے یا "ہائے حسین، ہائے حسین" جو امام عالی مقام کو پاس سمجھتا ہے وہ "واہ واہ" کرے اور جو نعوذ باللہ فیل سمجھتا ہے وہ "ہائے ہائے" کرتا رہے۔ ع نگاہ اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی

(۶)...... پاکستان میں کتنے ماتمی ایسے ہیں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں اندھے ہوئے ہیں۔

دلیل نمبر......۲

"پارہ ۷ المائدہ آیت ۸۳ اور جب وہ سنتے ہیں اس کو جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتارا گیا تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے حق پہچان لیا۔" الخ۔

الجواب! (۱)...... یہ آیت ان عیسائیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو ملک حبشہ سے حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ مدینے شریف پہنچے تھے اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے انہوں نے قرآن مجید سنا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ مسلمان ہو گئے۔ یہاں تو صرف آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی قرآن سننے پر۔ اس کو تمہارے ماتم سے کیا تعلق ہے؟

(۲)...... اگر ماتمیوں کے نزدیک اس آیت کا مطلب ماتم کرنا ہے تو پھر قرآن سننے پر ماتم کیوں نہیں کرتے؟

دلیل نمبر......۳

القرآن، اس موقع کی جب فرعون اور اس کا لشکر غرق ہو گیا تو ارشاد ہوتا ہے:

"نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین نے گریہ کیا۔ اور نہ انہیں اللہ کی طرف سے مہلت دی گئی۔"

اس سے ثابت ہوا کہ قرآنی نقطہ نظر سے بداعمالی کا تقاضا یہ ہے کہ بداعمال پر نہ رویا جائے اس کے مقابل جو حسنِ عمل رکھتے ہوں وہ مستحق گریہ ہیں۔"

الجواب! (۱)...... اس آیت میں نہ شہادت کا ذکر ہے نہ ماتم کا تو اس سے مروجہ ماتم

کیسے ثابت ہو گیا۔؟

(۲)...... اس آیت میں کوئی حکم نہیں ہے کہ نیک لوگوں پر رونا چاہیے۔

(۳)...... کیا ماتمی لوگ زمین و آسمان کے مذہب کے پیرو ہیں؟

(۴)...... اگر اللہ کے مقبول اور صالح بندے مستحق گریہ ہیں تو پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور دیگر صلحائے امت کی وفات پر ہر سال کیوں گریہ و ماتم کی مجلس بپا نہیں کرتے؟

دلیل نمبر......۴

حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت ہابیل کی شہادت پر مرثیہ پڑھا اور پڑھ کر خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رلایا اور ہر سال جب وہ دن آتا اس دن مرثیہ پڑھ کر خود روتے اور دوسروں کو رلایا کرتے تھے۔" (تفسیر ابن کثیر جلد دوم، صفحہ ۶۴، مبطوعہ مصر)

الجواب! (۱)...... ہابیل کی شہادت پر قرآن میں تو حضرت آدم علیہ السلام کے رونے رلانے کا ذکر تک نہیں ہے۔ باقی رہی تفسیر ابن کثیر، اس میں بھی وہ عبارت نہیں ملتی جو اس پمفلٹ میں درج کی گئی ہے بلکہ تفسیر ابن کثیر میں تو اس کے برعکس یہ لکھا ہے کہ:

"کہتے ہیں کہ اس صدمہ سے حضرت آدم بہت غمگین ہوئے اور سال بھر تک انہیں ہنسی نہ آئی۔ آخر فرشتوں نے ان کے غم دور ہونے اور ہنسی آنے کی دعا کی۔" الخ

(تفسیر ابن کثیر مترجم جلد اول صفحہ ۸۶)

فرمایئے! کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہر سال "غم کی مجلس" قائم کرتے تھے یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرشتوں نے ان کے غم کو دور کرنے کی دعا کی تھی؟ اس سے معلوم ہوا کہ غم دور کرنا ضروری ہے نہ کہ باقی رکھنا۔

(۲)...... حضرت آدم علیہ السلام نے "منہ پیٹا" اور نہ "سینہ کوبی" کی اور نہ کالے کپڑے پہنے تو ماتمی لوگ یہ کام کر کے کس کی سنت کی پیروی کرتے ہیں؟

دلیل نمبر......۵۔۷۔۸

دلیل نمبر ۵۔۷ اور ۸ میں "تورات" کی عبارتیں پیش کی گئی ہیں جن میں گریہ، ماتم رونے کے الفاظ

ہیں۔

الجواب! (۱)...... ان عبارتوں میں بھی ''منہ پیٹنے'' اور ''سینہ کوبی'' کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے پھر ''مروّجہ ماتم'' کیونکر ثابت ہوا؟

(۲)...... قرآن کے بعد توراۃ انجیل وغیرہ آسمانی کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں جن کی عبارتیں مسلمانوں کے لیے حجت نہیں ہیں۔ کیونکہ اصلی آسمانی کتابوں میں تبدیلی ہوگئی ہے۔

(۳)...... اگر تورات، انجیل کے مذہب کی پیروی کرنی ہے تو کیا اس پر بھی ایمان لاؤ گے جو تورات میں لکھا ہے کہ:

ا...... ''حضرت یعقوب نے خدا کے ساتھ کشتی کی تھی۔ نعوذ باللہ (پیدائش صفحہ ۴۶)

ب...... حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بیٹیوں سے بدکاری کی تھی۔ استغفر اللہ (پیدائش صفحہ ۲۴)

دلیل نمبر......۶

''حضرت نوح علیہ السلام کا اصلی نام عبد الغفار تھا اور نوحہ کرنے کی وجہ سے نوح کہلاتے ہیں۔'' (الصاوی علی الجلالین، جلد دوم صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ مصر)

الجواب!

(۱)...... حضرت نوح علیہ السلام کسی مقبول بندے کی مصیبت، بشارت کی وجہ سے نہیں روئے بلکہ اس کی وجہ خود صاوی حاشیہ جلالین میں یہ لکھی ہے:

''لقب بنوح لکثرۃ نوحۃ علی نفسہ حیث دعا علی قومہ فھلکوا وقیل لمراجعتہ ربہ فی شان ولدہ کنعان.

آپ کا لقب نوح اس لیے ہوا کہ آپ اس بنا پر زیادہ روتے رہے کہ آپ نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی تھی جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوگئی تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ اپنے بیٹے کے بارے میں آپ نے اپنے رب تعالیٰ سے سوال کیا تھا۔

(۲)...... اس نوحہ (رونے) سے منہ پیٹنا اور سینہ کوبی کرنا کیسے ثابت ہوگیا۔

دلیل نمبر......۹

حضرت ابراہیم بن محمدؐ نے انتقال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لائے۔ نزع کی حالت تھی گود میں اٹھالیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (سیرت النبی حصہ اول صفحہ ۴۲۸)

الجواب!

(۱)...... اس کے بعد یہ الفاظ نہیں لکھے کہ:

''عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی یہ حالت؟ آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے۔''

اس سے ثابت ہوا کہ اپنے فرزند حضرت ابراہیم کے انتقال پر رحمت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے تھے لیکن اس سے ماتم مروّجہ کیسے ثابت ہوا۔؟

(۲)...... اور اس گریہ کی بھی کیا ہر سال ابراہیم کی وفات کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مجلس بپا کیا تھی؟

(۳)...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ماتمیوں نے بھی کبھی حضرت ابراہیم بن محمدؐ کے ماتم کی مجلس بپا کی ہے؟

دلیل نمبر......۱۰

حضرت حمزہ کی شہادت پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمایا۔ ہائے آج حمزہ کا ماتم کرنے والا کوئی نہیں ہے؟ اس پر صحابہ رُسولؐ نے اپنی عورتوں سے کہا کہ تم حضرت حمزہ کا ماتم کرو اور عورتوں نے گریہ کیا اور صف ماتم بچھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کا گریہ سن کر خود گریہ کیا اور عورتوں کو ماتم کرنے کی وجہ سے دعائے خیر دی۔ (کتاب مغازی فتوح الشام صفحہ ۱۰۸، سیرۃ ابن ہشام، سیرۃ النبی شبلی نعمانی جلد اول)

الجواب!

(۱)...... اس عبارت میں بھی ''منہ پیٹنا'' اور سینہ کوبی کرنا ثابت نہیں جس سے مروجہ ماتم ثابت ہو۔

(۲)...... سیرۃ النبی شبلی نعمانی حصہ اول ۳۸۷ میں تو یہ الفاظ ہیں۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشینان انصار کی بھیڑ تھی اور حضرت حمزہ کا ماتم بلند تھا۔ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا تمہاری ہمدردی کا شکرگزار ہوں لیکن مُردوں پر نوحہ کرنا جائز نہیں''

اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حمزہ کے ماتم میں عورتوں نے رواج کے تحت نوحہ (بین کر کے رونا) شروع کر دیا تھا جس سے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع فرما دیا۔

(۳)...... پمفلٹ میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ مبارک نقل نہ کرنا کہ ''مُردوں پر نوحہ کرنا جائز نہیں'' کیا علمی بددیانتی نہیں؟

(۴)...... کیا پھر ہر سال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن صرف گریہ کی مجلس بھی قائم کی گئی تھی؟

(۵)...... اور کیا آج کل کے ماتمیوں نے بھی کبھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مجالسِ ماتم بپا کی ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

دلیل نمبر......۱۱

حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ کی وفات کے سال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عام الحزن'' یعنی غم کا سال کے نام سے یاد کیا ہے۔

الجواب!

اگر اس سال کو عام الحزن کا نام دینے کا مطلب یہی ہے کہ ہر سال ان کی وفات کے دن ماتم کی مجالس قائم کی جائیں تو کیا حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم نے بھی ہر سال کوئی مجلس غم بپا کی تھی؟ اور کیا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے مہربان چچا ابو طالب اور اپنی پیاری بیوی خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کا دن ہر سال مجلس ماتم کی صورت میں منایا تھا؟ اگر نہیں تو پھر کس کی پیروی کرتے ہو؟

دلیل نمبر......۱۲
جنگ احد میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہو گیا۔ جس کی خبر سن کر خواجہ اویس قرنی نے اپنے دانت توڑ دیے۔ آنحضرت ﷺ نے اس فعل کو پسند فرمایا اور خواجہ کے لیے دعا دی۔

الجواب!

(۱)...... یہ روایت بلاسند اور بلاحوالہ پیش کی گئی ہے اس لیے اس کو حجت نہیں بنایا جا سکتا۔

(۲)...... اگر اس طرح اپنے دانت توڑنا صحیح اور کارِ ثواب ہوتا تو پھر حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا بھی اپنے دانت توڑ دیتے۔ کیا ماتمیوں کے نزدیک خواجہ اویس قرنی کا عشقِ رسالت حضرت علی سے زیادہ تھا؟

(۳)...... اگر خواجہ اویس قرنی کی یہ سنت ماتمیوں کو پسند ہے تو پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شہید ہونے کی یادگار میں اپنے دانت کیوں نہیں توڑ دیتے۔ سارا قصہ ہی ختم ہو جائے نہ مرثیہ خواں رہیں اور نہ سوز خواں ع نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری

دلیل نمبر......۱۳
اسلام دین فطرت ہے رونا فطرت انسانی ہے بچہ پیدائش کے بعد زندگی کا آغاز رونے سے کرتا ہے۔ الخ

الجواب!

(۱)...... پیدائش کے بعد بچے کا رونا مروجہ ماتم کی دلیل کیسے بن گیا؟ بچہ کس کے ماتم میں روتا ہے؟

(۲)...... اگر بچہ روتا ہے تو پیشاب پاخانہ بھی کرتا ہے تو اس فطرت انسانی کے پیشِ نظر پیشاب پاخانہ کی مجالس بھی قائم ہونی چاہئیں۔ واہ کیا خوب عقل ہے۔ سبحان اللہ۔

دلیل نمبر......۱۴
سانحہ کربلا کے وقت اسلام میں کوئی فرقہ بندی نہ تھی۔ قاتلانِ امام دائرہ اسلام سے خارج

ہو چکے تھے۔ آج امام حسین کا ذکر اور ان کی حمایت کرنا گویا امام مظلوم کا ساتھ دینا ہے۔ الخ

الجواب!

(۱)...... ماتم کرنے کو امام حسین کی حمایت سے کیا تعلق ہے؟ حسینیت تو یہ ہے کہ امام حسین نے جس شریعت اور سنت مقدسہ کے لیے اپنی جان قربان کی تھی اس کی اتباع کی جائے اور اعمال صالحہ کو رائج کیا جائے۔ شرک و بدعت اور بت پرستی کے مظاہر کو مٹایا جائے۔

امام عالی مقام کو دعوت دینے والے بھی کوفی ہیں اور یزیدیت کی حمایت میں شہید کرنے والے غدار بھی کوفی لوگ ہیں۔ جو ماتم امام حسین نے ساری عمر نہیں کیا اس کا ارتکاب حسینیت کی حمایت ہے یا مخالفت؟

(۲)...... اخبار ماتم صفحہ ۹۶۷ میں ہے کہ سب سے پہلے شہادت حسین کا ماتم یزید کے گھر میں اس کی بیوی ہندہ نے بپا کیا تھا۔ اب یہ نتیجہ نکالنا آسان ہے کہ حسینیت کیا ہے اور یزیدیت کیا؟

دلیل نمبر......۱۵

فریقین کی معتبر روایتوں میں ام المؤمنین عائشہ، جابر بن عبداللہ اور انس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے درآنحالیکہ ان کے حق کو پہچانتا ہو تو اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے۔

الجواب!

(۱)...... فریقین (یعنی سنی اور شیعہ) کی کتابوں کا حوالہ نہیں لکھا گیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ روایت کیسی ہے۔

(۲)...... امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کرنے سے ماتم کا عبادت ہونا کیسے ثابت ہو گیا؟

(۳)...... جو شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کے صبر اور نماز کی پیروی نہیں کرتا اور سنت کا تارک ہے اور بدعات کا مرتکب ہے وہ امام حسین کا حق پہچاننے والوں میں شامل ہی نہیں ہو سکتا پھر جنت کا مستحق کیسے ہو گیا؟

دلیل نمبر......۱۶

حضرت محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص حسین رضی اللہ عنہ پران کا حق پہچانتے ہوئے روئے اس پر جنت واجب ہے۔

الجواب!

(۱)...... اس روایت کا بھی حوالہ نہیں پیش کیا گیا۔

(۲)...... پھراس میں ماتم مروجہ کا تو کوئی ذکر نہیں۔

(۳)...... اگر صرف رونے سے جنت ملتی ہے تو پھر شریعت کی کیا ضرورت ہے۔

(۴)...... ائمہ اہل بیت امام زین العابدین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق نے ایسی مجالس ماتم کیوں قائم نہیں کیں؟ بلکہ ان امور کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ آئندہ حوالہ جات میں پیش کیا جائے گا۔

دلیل نمبر......۱۷

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا غم تو وہ غم ہے جس پر انسان تو کجا جن وملک، چرند و پرند، آسمان و درخت سب نے گریہ کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ آسمان حضرت امام حسین پر چالیس دن تک روتا رہا۔(ینابیع المودات از علامہ شیخ سلیمان حنفی قندوزی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۳۹)

ثابت ہوا کہ مرثیہ پڑھنا، رونا اور ماتم کرنا انبیاء کی سنت اور سیرت اصحابِ رسولؐ اکرم ہے۔

الجواب!

(۱)...... "ینابیع المودات" حنفیوں کی کوئی مستند کتاب نہیں۔ پھر قرآن و حدیث کے صریح ارشادات کے خلاف ایسی روایتیں کیونکر قابلِ قبول ہو سکتی ہیں۔

(۲)...... اس عبارت میں بھی منہ پیٹنے اور سینہ کوبی کا کوئی ذکر تک نہیں۔

(۳)...... کیا فرشتوں کی فطرت بھی رونا اور ماتم کرنا ہے؟ العیاذ باللہ

(۴)...... کیا ہر سال زمین و آسمان ماتم کرتے ہیں؟

دلیل نمبر......۱۸

اے منکر غم گر میرے پیر نہ ہوتے مسمار محل دین کے تعمیر نہ ہوتے
حسینؓ کی قربانی سے زندہ ہے یہ اسلام مٹ جاتا اگر دنیا میں شبیر نہ ہوتے

الجواب!

(۱)...... ان اشعار میں تو دعویٰ ہے نہ کہ دلیل۔

(۲)...... اس کو ماتم سے کیا تعلق؟

(۳)...... کیا دین کے محل میں رحمت للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ماتم کی اینٹ بھی لگائی ہے یا دین کا محل نماز، روزہ، صبر و رضا جیسے اعمال صالحہ سے تعمیر کیا گیا ہے؟

خلاصۂ جوابات!

یہ ہے کہ مذکورہ ۱۸ دلائل میں سے کسی ایک دلیل سے بھی مروّجہ ماتم ثابت نہیں ہوسکتا اور اگر یہ ماتم عبادت ہوتا تو اولاً قرآن میں اس کا صریح حکم ہوتا اور ثانیاً احادیث مبارکہ میں اس کی تصریح ہوتی اور نعوذ باللہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتم کی مجالس بپا کرتے جیسا کہ نماز، روزہ وغیرہ عبادات پہلے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی ہیں۔

مروّجہ ماتم کے ناجائز اور حرام ہونے کے دلائل!

قرآن مجید میں کتنی آیات ایسی ہیں جن میں ایمان والوں کو صبر کا حکم دیا گیا ہے اور صبر کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

مثلاً

۱...... یایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ مع الصابرین. (سورۃ بقرہ)

اے ایمان والو! مدد حاصل کرو تم ساتھ صبر اور نماز کے بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

۲...... والصابرین فی البأساء والضراء وحین الباس اولئک اللذین صدقوا واولئک هم المتقون. (پ۲)

اور مسلمان وہ ہیں جو سختی تکلیف اور لڑائی میں صبر کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ صبر کرنے والے سچے اور متقی ہیں۔ یہ کسی جگہ نہیں فرمایا کہ صبر چھوڑنے والے اور سینہ کوبی کرنے والے سچے اور جنتی ہیں یا ماتم کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۳...... وَالَّذِيْنَ صَبَرُو ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُو الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُ وْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ اُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّار.

(پارہ ۱۳، سورۃ الرعد رکوع ۳)

اور جن لوگوں نے اپنے رب کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہم نے جو ان کو رزق دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کیا اور وہ بھلائی سے برائی کو ہٹاتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے آخرت کا گھر اور بہشت ہے۔

اس آیت میں نماز پڑھنے والوں اور صبر کرنے والوں کو جنت کی خوش خبری سنائی گئی ہے نہ کہ ماتم کرنے والوں کو۔

۴...... اصول کافی ماتمیوں کے نزدیک وہ مستند کتاب ہے جس کے ٹائٹل پر یہ لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی علی السلام نے اس کتاب کے متعلق یہ فرمایا ھذا کافٍ لشیعتنا (یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے)

اس میں یہ روایت ہے:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال الصبر من الایمان بمزلۃ الراس من الجسد فاذا ذھب الراس ذھب الجسد کذالک اذا ذھب الصبر ذھب الایمان. (اصول کافی صفحہ ۴۱۰)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صبر ایمان کے لیے ایسا ہے جیسا کہ جسم کے لیے

سر۔ پس جب سر نہ رہے تو جسم نہیں رہتا، اسی طرح جب صبر نہ رہے تو ایمان نہیں رہتا۔

۵...... عن ابی عبد الله علیه السلام قال ان الصبر والبلاء یستبقیان الی المؤمن فیاتیه البلاء وهو صبوروان الجزع البلاء یستبقان الی الکافر فیاتیه البلاء وهو جزوع. (فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۲۱)

امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ صبر اور مصیبت دونوں مومن کی طرف آتے ہیں پس اس کو مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرنے والا ہوتا ہے اور جزع، بے صبری اور مصیبت کافروں کی طرف آتے ہیں۔ پس اس کو مصیبت آتی ہے تو وہ جزع کرنے والا ہوتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ امام جعفر صادق کے نزدیک صبر کرنے والا مؤمن اور جزع کرنے والا کافر ہے۔

جزع کی تعریف!

اب یہ دیکھنا ہے کہ جزع کس کو کہتے ہیں جس کے کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو اس کے متعلق بھی امام جعفر صادق کا فرمان موجود ہے۔

۶...... عن ابی جعفر علیه السلام قال قلت له ما الجزع؟ قال اشد الجزع الصراخ بالویل والعویل ولطم الوجه والصدروجزع الشعر من النواصی ومن اقام النواحه فقد ترک الصبر واخذ غیر طریقه. الخ (فروع کافی جلد اول صفحہ ۱۲۱)

یہ دریافت کرنے پر کہ جزع کیا ہے امام جعفر صادق نے فرمایا کہ سخت جزع شور وفغاں اور بلند آواز سے چیخنے اور چلانے اور منہ اور سینے پیٹنے اور پیشانی کے بال اکھاڑنے کو کہتے ہیں۔ اور جس نے نوحہ کی مجلس قائم کی اس نے صبر چھوڑ دیا اور اسلام کے راستے کے خلاف چلا۔

عول کا معنی ہے آواز سے رونا اور ویل کا معنی ہے مصیبت پر شور وفغاں کرنا۔ (غیاث اللغات)

فرمایئے! مروّجہ ماتم میں جو افعال کیے جاتے ہیں اور جن کو پمفلٹ میں عبادت قرار دیا گیا ہے اس کے متعلق امام جعفر صادق کا صریح فتویٰ ہے کہ ایسا کرنے والا صبر کو چھوڑنے والا اور اسلام کے

خلاف چلنے والا ہے۔

۷...... عن ابی عبد الله علیه السلام قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ضرب المسلم یده علی فخذه عند المصیبة احباط لاجره. (فروغ کافی جلد اول صفحہ ۱۲۱)

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مصیبت کے وقت اپنے ران پر ہاتھ مارے تو اس کا اجر و ثواب برباد ہو جاتا ہے۔

۸...... قال النبی صلی الله علیه وسلم عند وفاته لفاطمة لا تخمشی علی وجها ولا تُرخی علی شعرا ولا تَنادی بالویل والعویل ولا تقیمی علیَّ نائحة. (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی وفات کے وقت حضرت فاطمہ کو کہ میری وفات پر منہ نہ پیٹنا اور بال نہ کھولنا اور ویل عویل سے نہ چیخنا چلانا اور نوحہ کرنے والیوں کو نہ قائم کرنا۔

۹...... ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت وفات جناب سیدہ سے کہا۔

''اے فاطمہ! جب میں مرجاؤں اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت سے نہ نوچنا۔ اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کہانا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا۔ اور نوحہ کرنے والیوں کو نہ بلانا۔ (جلاء العیون مترجم اردو حصہ اول صفحہ ۶۷ مطبوعہ لکھنؤ)

۱۰...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''پس جمیع اہل بیت میرے اور بیبیاں میری بحسب مراتب اشارہ اور سلام مجھ پر کریں جو حق اشارہ اور سلام کرنے کا ہے۔ اور آزار بصدائے نالہ و نوحہ نہ پہنچائیں۔'' (جلاء العیون صفحہ ۲)

اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نالہ اور نوحہ کرنے سے دکھ ہوتا ہے لیکن یار لوگوں نے اسی کو عبادت، جنت کا نشان سمجھا ہوا ہے۔

۱۱...... اور شیخ طوسی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر حضرت جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ

حضرت نے فرمایا:

''جب کوئی مصیبت پیش آئے تو ''مصیبت رسولِ خدا'' یاد کرو کہ ایسی مصیبت ہرگز کسی پر نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔'' (ایضا جلاء العیون صفحہ ۶۹)۔

تو جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت ''شہادت حسین'' وغیرہ سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے۔ اور ایسی مصیبت عظمیٰ پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج اہل بیت کو عموماً اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خصوصاً نوحہ کرنے اور منہ پیٹنے سے منع فرما دیا ہے تو پھر سانحہ کربلا کی یاد میں بھی یہ افعال گناہ ہوں گے نہ کہ عبادت۔ اور اس قسم کی مجالس ماتم بپا کرنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت لازم آئے گی نہ کہ اطاعت۔

۱۲...... امام حسین کی آخری وصیت

جناب سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلائے معلیٰ میں اپنی ہمشیرہ حضرت زینب علیہا السلام کو فرمایا کہ:

''اے بہن! جو میرا حق تم پر ہے اسی کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ:

میری مصیبت مفارقت پر صبر کرو۔ پس جب میں مارا جاؤں تو ہرگز منہ نہ پیٹنا اور بال نہ نوچنا اور گریبان چاک نہ کرنا کہ تم فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہو جیسا انہوں نے پیغمبر خدا کی مصیبت میں صبر فرمایا تھا تم بھی میری مصیبت میں صبر کرنا۔'' (جلاء العیون مترجم باب قضایائے کربلا صفحہ ۳۸۲)

۱۳...... رونا غمی کی وجہ سے بھی ہوتا ہے اور خوشی سے بھی، خوف سے بھی اور محبت سے بھی، یہ انسان کے طبعی تاثرات ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے غم کے باقی رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔

جنگ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہوئے اور ستر اصحاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پرچم نبوی کے سایہ میں کفار کے مقابلے میں شہید ہوئے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ان شہداء کا مسلمانوں کے دلوں میں طبعی طور پر صدمہ بھی تھا لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے اصحابِ رسول اللہ کو ارشاد فرمایا:

''لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ.''

(اور نہ تم سست ہو اور نہ غم کھاؤ اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے) (پارہ ۴ سورہ آل عمران رکوع ۱۴)

اس آیت کی پیشگوئی کے تحت اصحاب رسولؐ قیصر و کسریٰ جیسی کفار کی عظیم سلطنتوں پر غالب آ گئے۔ اس غالب آنے والی جماعت صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کو خلافت راشدہ کی صورت میں یہ اسلامی غلبہ عطا فرمایا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۱۴...... حضرت لوط پیغمبر علیہ السلام کو ارشاد فرمایا

لاتخف ولا تحزن. (پارہ ۲۰ سورہ العنکبوت رکوع ۴)

"نہ خوف کر اور نہ غم کھا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح خوف کو دل سے نکالنا مطلوب ہے اسی طرح غم کو دل سے نکالنا بھی پسندیدہ ہے۔

۱۵...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو حکم دیا

فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ، اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ. (پارہ ۲۰ سورہ القصص رکوع ۱)

"پس جب تجھ کو اپنے بچے کا ڈر ہو تو اس کو دریا میں ڈال دے اور نہ خوف کر اور نہ غم کھا۔ ہم پھیر دیں گے اس کو تیری طرف اور کریں گے اس کو پیغمبروں سے۔"

یعنی چونکہ یہ تیرا بچہ پیغمبر ہونے والا ہے اس لیے کسی قسم کا غم کھانا مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو جنت کے جوانوں کی سرداری ملنے والی ہے اس لیے ان کے بارہ میں کسی قسم کا غم کرنا ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔

۱۶...... اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ.

خبردار! اولیاء اللہ کی شان یہ ہے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

عبادت تو اولیاء اللہ کی روحانی غذا ہوتی ہے اگر غم و ماتم بھی عبادت ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کی

شان میں ولا ھم یحزنون نہ فرماتے کہ اولیاء وہ ہیں جو غم کی یادگاریں منانے والے ہیں۔

۱۷...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غار ثور میں دشمنوں کی وجہ سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غم لاحق ہوا تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یار غار سے فرمایا:

لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا.

نہ غم کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔(سورۃ توبہ)

۱۸...... اللہ تعالیٰ نے امتحانی مصائب میں مبتلا کرنے کی حکمت بتلاتے ہوئے مومنوں کو تسلی دی ہے۔

لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَافَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰکُمْ. (سورۃ الحدید رکوع ۱۹)

"تا کہ تم نہ غم کھاؤ اور اوپر اس چیز کے جو تم سے فوت ہوگئی ہے اور نہ اتراؤ اوپر اس کے جو اللہ نے تمہیں دی ہے۔"

یعنی خوشی اور نعمت پر فخر نہیں کرنا چاہیے۔اور تکلیف اور مصیبت پر غم نہیں کھانا چاہیے۔

ہم نے بھی جواب میں "ماتم مروّجہ" کے حرام ہونے پر ۱۸ دلائل پیش کر دیے ہیں جن میں آیات قرآنی، احادیث نبویؐ، ارشادات ائمہ اہل بیت امام محمد باقر، امام جعفر صادق سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ آج کل شہادت کربلا کے سلسلہ میں جس ماتم کا رواج عام ہوگیا ہے وہ شریعت محمدیہؐ کے اصول پر قطعاً حرام اور قبیح ہے، اس کا اس اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے جس کے اصول کی سربلندی کے لیے امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں اپنی اور اپنے عزیزوں کی جانیں قربان کر دی تھیں۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

ملک غلام عباس، بی۔اے کی ماتمی

''کھلی چٹھی'' کا جواب

چار لاکھ روپیہ انعام

مؤلفہ

قائد اہل سنت، وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ

تلمیذ رشید و خلیفہ مجاز: شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

بانی: تحریک خدام اہل السنۃ والجماعۃ

پیش لفظ

پہلے اہل شیعہ کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ ''ہم ماتم کیوں کرتے ہیں'' ملک غلام شبیر شاکر پروفیسر گورنمنٹ ڈگری کالج تلہ گنگ کی تصدیق کے ساتھ شائع ہوا۔ جس کے جواب میں خدام اہل السنّت والجماعت ملکوال نزد تلہ گنگ کی طرف سے ایک رسالہ ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے'' اشاعت پذیر ہوا۔ جس کا جواب تو شیعہ حضرات مدلل طور پر نہ دے سکے مگر ایک سائیکلوسٹائل اشتہار بنام ''کھلی چٹھی بنام مظہر حسین مولوی چودھویں صدی'' شائع ہوا جس پر المشتہر کا نام ''ملک غلام عباس بی۔اے'' درج ہے۔ چنانچہ اس کا جواب دینا اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ ہر دو حضرات کا تعلق اہم تعلیمی اداروں سے ہے۔ ایک صاحب گورنمنٹ کالج کے پروفیسر اور دوسرے گورنمنٹ ہائی سکول میں ٹیچر ہیں اور ان درسگاہوں میں سنی طلباء کی اکثریت ہے۔

رفیق غلام ربانی...... ناظم نشر و اشاعت جمعیت اہل السنّت والجماعت...... چھنی چوک تلہ گنگ

ملک غلام عباس، بی۔اے کی "ماتمی"
"کھلی چٹھی" کا جواب

گذشتہ ماہ محرم میں تلہ گنگ کے ذاکر "غلام عباس صاحب بی۔اے" کے شائع کردہ ٹریکٹ "ہم ماتم کیوں کرتے ہیں" کے جواب میں ایک رسالہ "ہم ماتم کیوں نہیں کرتے" میں نے تحریر کیا تھا جو خدام اہل السنّت والجماعت ملکوال (تلہ گنگ) نے شائع کیا۔ اب اس کے جواب میں "ملک غلام عباس صاحب بی۔اے" نے ایک اشتہار بعنوان "کھلی چٹھی بنام مظہر حسین مولوی چودھویں صدی" شائع کیا ہے جس میں طعن وتشنیع تو بہت ہے لیکن میرے دلائل کا جواب نہیں اور گو یہ اشتہار علمی اعتبار سے قابل جواب نہیں ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ شاید ملک صاحب اپنے مبلغ علم کے تحت اس کو اپنا علمی شاہکار سمجھتے ہوں اور نیز اس لیے کہ عوام کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں، جواب شائع کیا جارہا ہے۔ ملک صاحب کے ہر بے بنیاد اور مضحکہ خیز استدلال کا جواب لکھنے کی تو ضرورت نہیں، صرف بعض ضروری امور پر تبصرہ کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ مسئلہ ماتم کی حقیقت سمجھنے کے لیے کافی ہوگا۔ واللہ الہادی۔

(۱)...... اشتہار کے عنوان میں جو ملک صاحب نے "مظہر حسین مولوی چودھویں صدی" کے الفاظ لکھے ہیں تو ان کا منشاء کیا ہے؟ کیا ملک صاحب چودھویں صدی کی پیدائش نہیں ہیں؟ اور اگر چودھویں صدی کے مولویوں کا کوئی ذکر کسی صحیح حدیث میں موجود ہے تو بحوالہ اس کا ثبوت دیں......؟

(۲)...... ملک صاحب نے لکھا ہے کہ:

ہم نے جو رسالہ بعنوان "ہم ماتم کیوں کرتے ہیں" تحریر کیا تھا۔ اس میں "اتحاد بین المسلمین" اور "قومی مفاد" کے تحت کسی فرقہ کے خلاف کوئی بات تحریر نہیں کی تھی۔ الخ

ملک صاحب! آپ نے سوائے اپنے "فرقہ" کے باقی تمام مسلم فرقوں کے خلاف یہ ٹریکٹ لکھا تھا۔ کیونکہ سوائے آپ کے قلیل فرقہ کے اور کوئی فرقہ آپ کے "مروّجہ ماتم" کو "عبادت" نہیں سمجھتا۔ حتیٰ کہ مسلمانان اہل السنّت والجماعت کے تمام مکاتب فکر (خواہ حنفی ہوں یا شافعی، دیوبندی ہوں یا بریلوی) اس مروّجہ ماتم کو شرعاً ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں چنانچہ بریلوی علماء کے امام مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے اس سوال کے جواب میں کہ "مجلس "مرثیہ خوانی اہل شیعہ" میں اہل سنت کو

شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟" لکھا ہے کہ: حرام ہے.......... کچھ نہ ہو تو روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ وماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں گے، سنیں گے اور منع نہ کر سکیں گے۔ ایسی جگہ جانا حرام ہے"۔ (رسالہ تعزیہ داری) اور ملک صاحب یہ خوب جانتے ہیں کہ پاکستان، ہندوستان، افغانستان اور تمام دنیائے اسلام میں مسلمانانِ اہل السنّت والجماعت کی عظیم اکثریت کے نزدیک یہ ماتم ناجائز ہے۔ باقی رہا ملک صاحب کا یہ لکھنا کہ "ہند میں ہندو بھی امام حسین کا ماتم کرتے ہیں" تو کیا ملک صاحب کے نزدیک ہندوؤں کا فعل اسلامی عبادت میں شمار ہو جائے گا؟ سبحان اللہ۔ کیا ہندو اسلام اور قرآن کو بھی مانتے ہیں کہ امام حسین کے ساتھ ان کو مذہبی عقیدت ہو؟ کیا ہندوستان کے ہندو وہی تو نہیں جنہوں نے اسلام دشمنی میں مشرقی پاکستان پر قبضہ کر لیا ہے؟ ملک صاحب کی پریشانی کی اصل وجہ یہ ہے کہ "اتحاد" کے پردے میں انہوں نے جو کوشش "اہل سنت" کو "ماتمی" بنانے میں شروع کر رکھی تھی اس پر رسالہ "ہم ماتم کیوں نہیں کرتے" نے پانی پھیر دیا ہے اور ان کے تحریر کردہ دلائل کا پول کھل گیا ہے اس پر ملک صاحب جتنا بھی "ماتم" کریں وہ معذور ہیں۔

(۳)...... ملک صاحب کی بدحواسی:

ملک غلام عباس صاحب نے لکھا ہے کہ:

مولوی صاحب! آپ کے "خلاصۂ جوابات" میں تحریر ہے کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین کا ماتم اور مجلس بپا کرتے تو آج ماتم کرنا جائز ہوتا، عقل کے ناخن لیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کربلا سے ۵۰ سال پہلے رحلت فرمائی تو واقعہ سے پہلے ہی کیسے مجلس اور ماتم کیا جاتا؟

الجواب!

ملک صاحب! آپ نے خواب میں میری یہ تحریر پڑھی ہے یا بیداری میں؟ اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ میں نے یہ لکھا ہے کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین کا ماتم اور مجلس بپا کرتے تو آج ماتم کرنا جائز ہوتا۔ تو آپ کو 2 لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا ایک مہینہ تک آپ کے لیے مہلت ہے۔

(۴)...... ملک صاحب لکھتے ہیں:

"کہ اگر تم قرآن مجید میں الحمد سے والناس تک ایک آیت بھی ماتم حسین یا کسی شہید

کے ماتم کا حرام ہونا یا نا جائز ہونا ثابت کردو تو تمھیں ایک لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا۔"

الجواب!

اگر ملک صاحب کا مطالبہ ہے کہ "قرآن مجید میں ماتم حرام" کے الفاظ دکھائے جائیں تو یہ لغو سوال ہے کیونکہ اس طرح تو آپ قرآن مجید میں سے کتا حرام ہونے کا بھی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ حالانکہ آپ کے نزدیک بھی کتا حرام ہی ہوگا اور اگر یہ مطالبہ ہے کہ قرآنی اصول کے تحت "مروجہ ماتم" کا نا جائز ہونا ثابت کیا جائے تو اس کا ثبوت میں اپنے رسالہ میں دے چکا ہوں جس کا جواب آپ نہیں دے سکتے اور اب پھر پیش خدمت کرتا ہوں:

(ا)...... قرآن مجید میں تین آیات بطور نمونہ میں نے مذکورہ رسالہ میں پیش کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مصائب اور تکالیف کے موقعہ پر اہل ایمان کو صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور صبر کرنے والوں کو ہدایت یافتہ، صادق، متقی اور جنتی فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صبر بہت بڑی نیکی ہے اور بے صبری بڑا گناہ ہے۔ اب اس امر کی تشریح ضروری ہے کہ کن کن اعمال کی وجہ سے مسلمان کو صابر کہا جاتا ہے اور کن کن افعال کی وجہ سے وہ بے صبری کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ تو جس طرح قرآن نے اصولاً نماز، وضو، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ کا حکم دیا ہے لیکن ان کی عملی شکل حدیث وسنت رسول سے متعین ہوتی ہے۔ اسی طرح قرآن نے اصولی طور پر صبر کا حکم دیا ہے۔ لیکن اس کا عملی نمونہ رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے ثابت ہوتا ہے اور سنت نبوی کی کسوٹی پر "صبر" اور "بے صبری" کی تمیز ہوتی ہے۔ لہذا اہل شیعہ کی کتب حدیث میں سے بعض ان احادیث کا ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے جو اپنے رسالہ مذکورہ میں بھی پیش کر چکا ہوں۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ میری وفات پر "منہ نہ پیٹنا" اور "بال نہ کھولنا" اور ویل عویل سے "نہ چیخنا چلانا" اور نوحہ قائم کرنے والیوں کو نہ قائم کرنا۔ (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)

۲۔ امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت وفات جناب سیدہ سے کہا۔ "اے فاطمہ! جب میں مر جاؤں اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت سے

نہ نوچنا، اپنے گیسو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کہنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ کرنے والیوں کو نہ بلانا!"۔ (جلاء العیون مترجم اردو حصہ اول صفحہ ۶۷ مطبوعہ لکھنؤ)

۳۔ پس جمیع اہل بیت میرے اور بیبیاں میری بحسب مراتب اشارہ اور سلام مجھ پر کریں جو حق اور اشارہ سلام کرنے کا ہے اور آزار بصدائے نالہ و نوحہ نہ پہنچائیں۔ (جلاء العیون صفحہ ۶۷)

ملک صاحب جس "ماتم" کو "عبادت" مانتے ہیں اگر اس کے یہی اجزاء ہیں یعنی "منہ پیٹنا" اور "بال نوچنا" اور "چیخنا چلانا" اور "نوحہ کرنا" وغیرہ تو ان سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا ہے" اس لیے یہ افعالِ ماتم خلافِ صبر ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوں گے اور ماتم کرنیوالا صابرین کی فہرست سے خارج ہو جائے گا۔ اسی بناء پر امام جعفر صادق نے فرمایا کہ: صبر اور مصیبت دونوں مؤمن کی طرف آتے ہیں۔ پس اس کو مصیبت آتی ہے تو وہ بہت صبر کرنے والا ہوتا ہے اور جزع اور مصیبت کافروں کی طرف آتے ہیں پس اس کو مصیبت آتی ہے تو وہ بہت جزع کرنے والا ہوتا ہے۔ (فروع کافی جلد اول صفحہ ۱۲۱)

اس سے ثابت ہوا کہ "جزع" وہ فعل ہے جو "صبر" کے خلاف ہے اور وہ کافر کرتا ہے پھر جزع کی حقیقت بھی خود امام جعفر صادق نے یہ بتلا دی ہے کہ:

"سخت جزع شور وفغاں اور بلند آواز سے چیخنے اور چلانے اور منہ اور سینہ پیٹنے اور پیشانی کے بال اکھاڑنے کو کہتے ہیں اور جس نے نوحہ کی مجلس قائم کی اس نے صبر چھوڑ دیا اور اسلام کے راستے کے خلاف چلا"۔ (فروع کافی جلد اول صفحہ ۱۲۱)

فرمائیے! قرآن کریم نے مومنوں کو صبر کرنے کا حکم دیا تھا اور امام جعفر صادق نے "مروّجہ ماتم" کے افعال، منہ اور سینہ پیٹنے کو صبر کے خلاف فرمایا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآنی آیات صبر کے تحت آپ کا یہ ماتم ناجائز اور حرام ہے۔

تفسیر بالرائے کا مطلب!

ملک صاحب نے مجھ پر "تفسیر بالرائے" کرنے کا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ میں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ حضرت امام جعفر صادق کی بیان فرمودہ صبر کی تفسیر پیش کی تھی۔ ملک صاحب بے

چارے کیا جانیں کہ تفسیر بالرائے کیا ہوتی ہے۔اب ملک صاحب موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ آپ کے افعال ماتم سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً منع فرمادیا اور امام جعفر صادق نے بھی اس قسم کے افعال کو خلاف اسلام، کافروں کے افعال قرار دیا ہے تو اس کے باوجود آپ ان افعال ممنوعہ کو عبادت ماننے پر کیوں بضد ہیں؟ آخر آپ کس اسلام کو مانتے ہیں؟

ملک صاحب کو چیلنج!

ملک صاحب اگر قرآن مجید کی کسی آیت سے یہ ثابت کردیں کہ مصیبت اور قتل وشہادت کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے "منہ پیٹنے" اور "سینہ کوٹنے" کا حکم دیا ہے تو ان کو 2 لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا۔

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا کا مطلب:

ملک صاحب موصوف نے ماتم کی تائید میں پارہ ۲۶ سورہ الذاریات کی یہ آیت پیش کی ہے۔فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا. الخ

ترجمہ:۔ "پس آئی بیوی ابراہیمؑ کی چلاتی ہوئی اور اس نے اپنا منہ پیٹ لیا" بی بی سارہ نے جو اپنا منہ پیٹا، محرومی اولاد اور حیرت کی وجہ سے تھا۔لیکن سید الشہداء کا واقعہ زیادہ حیرت انگیز ہے۔الخ

الجواب!

(ا)...... ملک صاحب اگر اس آیت کی وجہ سے مصیبت کے وقت "منہ پیٹنا" عبادت ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام جعفر صادق اس سے کیوں منع فرماتے؟

(ب)......فَصَكَّتْ وَجْهَهَا کا معنی یہ ہے کہ بی بی سارہ نے اپنے "منہ پر ہاتھ مارا" اور یہ اس موقع کا ذکر ہے کہ جب حضرت سارہ زوجہ ابراہیم کو بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی گئی تھی تو اگر ماتمی لوگ بی بی سارہ کی سنت ادا کرنا چاہتے ہیں تو اپنے بیٹوں کی پیدائش کے موقع پر مجلس ماتم بپا کریں۔

(ج)...... قرآن مجید سے تو صرف اتنا ثابت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بی بی سارہ نے بیٹا پیدا ہونے کی بشارت سنی تو چونکہ آپ بہت بوڑھی ہوچکی تھیں اس لیے آپ نے تعجب کی بناء پر دفعۃً اپنے منہ پر ہاتھ مارا اور یہ ایک وقتی تاثر تھا جس کے جواب میں فرشتہ نے کہا۔اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ. (پارہ ۱۲۔رکوع ۷)

ترجمہ:۔ "کیا تو اللہ کے امر پر تعجب کرتی ہے؟ اے ابراہیم کی گھر والی! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں" اس کو ملک صاحب کے ماتم سے کیا تعلق؟ کیا بی بی سارہ نے پھر ہر سال اس دن ماتم کی مجلس قائم کی؟ یا ایک سے زیادہ بار منہ پر ہاتھ مارا؟ ایک آدھ ہاتھ مارنے سے تو ماتم ثابت نہیں ہوتا۔

(د)...... اور اگر تعجب کی بناء پر بی بی سارہ کی سنت ادا کرنی ہے تو پھر تعجب اور حیرت کے موقع پر بھی مجلس ماتم بپا کیا کریں۔ کیا خوب سمجھ ہے؟

ملک صاحب نے "ماتم حسین" کا یہ ایک نیا فلسفہ پیش کیا ہے کہ چونکہ حضرت امام حسین کا واقعہ کربلا بہت زیادہ حیرت انگیز ہے اس لیے ہم امام حسین کا ماتم بپا کرتے ہیں۔

الجواب!

ملک صاحب نے ٹریکٹ "ہم ماتم کیوں کرتے ہیں" میں رنج والم اور ظلم وستم کو "ماتم حسین" کی بناء قرار دیا تھا۔ اس لیے وہاں جو واقعات تائید میں پیش کیے گئے ان میں غم واندوہ اور رونے کا ذکر تھا نہ کہ تعجب وحیرت کا۔

ماتم حسین کی ایک نرالی منطق!

ملک صاحب لکھتے ہیں کہ:

مولوی صاحب اگر کسی کے گھر کو آگ لگ جائے اور اس کا لڑکا مکان سے گر کر ٹانگ توڑ دے تو مقام صبر ہے۔ لیکن اگر غیرت وناموس کا سوال ہو تو وہاں صبر کرنا حرام ہے اور بے غیرتی ہے، جیسا کہ حدیث رسول مقبول سے ثابت ہے کہ "جس میں غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں۔"

الجواب!

(ا)...... ملک صاحب نے اس حدیثِ رسول سے اپنا ماتم کیسے نکال لیا؟ کیا غیرت مندی کا تقاضہ "منہ پیٹنا" اور "سینہ کوٹنا" ہی ہے۔ ملک صاحب غالباً خود بھی نہیں سمجھتے کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک ماتم حسین کی وجہ یہ ہے کہ خاندانِ نبوت کی مستورات کو کوفہ وشام کے بھرے بازاروں میں پھرایا گیا، گویا کہ یہ ان کی ناموس پر حملہ ہے تو اس میں غیرت مندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان ظالموں اور دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ یہ کیسی غیرت مندی ہے کہ دشمن تو اللہ کے پیاروں پر ظلم کرے اور محبین

بجائے مقابلہ کے اپنی اپنی جگہ ماتم کی مجالس بپا کرتے رہیں اور ہو بھی سانحہ کربلا کے بعد صدیوں تک،
کیا اس قسم کی غیرت مندی کا ثبوت اسلام میں ملتا ہے؟

(ب)......ملک صاحب کے نزدیک دنیاوی مصیبتوں میں تو صبر کرنا صحیح ہے مثلاً کسی کی ٹانگ پر۔لیکن اللہ والوں پر اگر دین کی راہ میں مصیبتیں آئیں تو صبر کرنا حرام اور بے غیرتی ہے۔قرآن مجید [پارہ دوم رکوع سوم] میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے جن مصیبتوں کا ذکر کیا ہے اور انہیں صبر کرنے والوں کو جو بشارتیں دی ہیں کیا ان مصیبتوں کا تعلق صرف دنیا سے ہے؟ اور ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں؟ کیا ملک صاحب نے ان آیات میں ''فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ اور اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَّاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ'' کے مبارک الفاظ نہیں پڑھے؟ کیا امام حسین رضی اللہ عنہ ان آیات کے مصداق نہیں؟ اور کیا رحمۃ للعالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اہل بیت واصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دینی مصیبت نہیں؟ جس پر خود صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء کو صبر کا حکم دیا اور منہ پیٹنے اور نوحہ کرنے سے منع فرمادیا ہے اور کیا حضرت امام جعفر صادق نے یہ نہیں فرمایا کہ

''جب کوئی مصیبت پیش آئے (تو) ''مصیبتِ رسول اللہ'' کو یاد کرو کہ ایسی مصیبت ہرگز کسی پر نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی؟ (جلاء العیون حصہ اول صفحہ ۶۹)

ان صریح ارشادات کے بعد ملک غلام عباس صاحب کس مذہب کی حمایت میں ماتم مروّجہ کے ثبوت میں اس قدر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں؟ عبرت! عبرت! عبرت!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حزن:

میں نے اپنے رسالہ میں قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی تھی جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مذکور ہے۔ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا. غم نہ کر بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے (سورۃ توبہ) اس کے جواب میں ملک صاحب نے لکھا ہے کہ:

''یہاں حضرت ابوبکر کو غارِ ثور میں ڈرنے اور رونے سے منع کیا گیا ہے۔''

ملک صاحب! ذرا قرآن کی آیت کا وہ لفظ بتائیں جس کا معنی ڈرنا اور رونا ہے۔قرآن میں تو

لَا تَحْزَنْ ہے اور ''حزن'' ''غم'' کو کہتے ہیں اور حضرت ابوبکر کو غم اپنی جان کا نہ تھا بلکہ محبوبِ خدا کی ذات پاک کے متعلق تھا جن کو کمال عشق کی بناء پر اپنے کندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور تک پہنچایا تھا۔ اور ''لَاتَحْزَنُوْا'' اور ''لَاتَحْزَنْ'' کی آیات میں نے اس بناء پر پیش کی تھیں کہ جس قرآن میں غم رکھنے سے منع کیا گیا ہے اس قرآن کی رو سے غم کی بنیاد پر مجالس ماتم کیونکر جائز ہوسکتی ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور خواجہ اویس قرنی رحمہ اللہ!

ملک صاحب نے ماتم مروّجہ کی تائید میں خواجہ اویس قرنی کے دانت توڑنے کا واقعہ پیش کیا تھا۔ جس کے جواب میں مَیں نے اس کا حوالہ طلب کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ: ''اگر اس طرح اپنے دانت توڑنا صحیح اور کارِ ثواب ہوتا تو پھر حضرت علی المرتضٰی شیرِ خدا بھی اپنے دانت توڑ دیتے۔ کیا ماتمیوں کے نزدیک خواجہ اویس قرنی کا عشق رسالت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ تھا؟'' الخ۔ اس کے جواب میں ملک صاحب تذکرۃ الاولیاء کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات پر کیوں حملہ کیا ہے؟ تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دانت نکالنے کے متعلق کیوں لکھا ہے؟ الخ

الجواب!

واہ ملک صاحب! کیا عجیب سمجھ ہے میں نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسالت کو خواجہ اویس قرنیؒ سے زیادہ مانا ہے یہ تعریف ہے یا توہین؟ اور حضرت علی شیرِ خدا کی محبت تو ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر ملک صاحب کے نزدیک دانت توڑنے کا یہ واقعہ صحیح ہے اور یہ ماتم حسینؓ کے عبادت ہونے کی بنیاد ہے تو پھر ماتمی لوگوں کو خواجہ اویس قرنیؒ کی پیروی میں اپنے دانت توڑ دینے چاہئیں تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری

علاوہ ازیں ملک صاحب نے یہاں بے محل اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر طنز کیا ہے (کہ) ''جنگ اُحد میں جب دوسرے ساتھی بھاگ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اَسّی زخم کھا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی اور جہاد جاری رکھا۔''

الجواب!

ملک صاحب! یہ تو بتائیں کہ اگر اصحابِ رسولؐ بھاگ جانے والے ہوتے تو آپ کے عقیدہ

کے مطابق کیا ان ایسے بھاگنے والوں نے ہی نعوذ باللہ شیرِ خدا حضرت علی کی خلافت چھین لی تھی اور ان کی موجودگی میں خاندان رسالتؐ پر ظلم کیا تھا؟ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باوجود اس کے صبر کیا تھا اور کیا یہی وہ بھاگنے والے اصحاب تھے جنہوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت پر قبضہ کر لیا تھا؟

حضرت ہاجرہ کی سنت!

ملک صاحب لکھتے ہیں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا خلیل خدا کی بیوی کی سنت ہے۔ غم اور حسرت میں پیٹنا مادر اسحٰق کی سنت ہے ایک کو جائز اور ایک کو حرام کہنا کیونکر درست ہے؟

الجواب!

(ا)...... صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کو تو اللہ تعالیٰ نے خود شعائر اللہ فرمایا ہے:

"اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ" (پارہ ۲ رکوع ۳)

یعنی صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں اور خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی ہے اور حجاج بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن کیا اس سنت کی پیروی ہر مقام پر دوڑنے کی شکل میں کی جاتی ہے؟ اور کیا آپ بھی مادرِ اسماعیلؑ (حضرت ہاجرہ) کی سنت کی پیروی میں اپنے گھروں اور سڑکوں میں دوڑا کرتے ہیں؟

(ب)...... آپ کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مادرِ اسحٰق یعنی حضرت سارہ نے غم اور حسرت میں پیٹا تھا۔ فرمایئے! بیٹے کی بشارت پر ان کو کیا غم لاحق ہوا تھا۔ حضرت سارہ نے تو تعجب کی وجہ سے صرف ایک دفعہ منہ پر ہاتھ مارا تھا۔

(ج)...... ملک صاحب! آپ بھی تو دونوں میں فرق کرتے ہیں۔ بالفرض آپ اگر حج پر جائیں تو صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں گے لیکن آپ بیٹوں کی پیدائش کے موقع پر منہ نہیں پیٹا کرتے

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال!

ملک صاحب لکھتے ہیں:

مولوی صاحب! آپ کو اعتراض ہے کہ آج تک غم حسینؓ میں رو رو کر کسی پاکستانی کی آنکھیں

سفید نہیں ہوئیں۔اول تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کے سفید ہونے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔اگر ہمیں بھی یہی عمل کر کے دکھانا لازمی ہے تو تم بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیرو ہو۔ اُن کو تو آگ میں پھینکا گیا تھا تمہیں بھی کیوں نہ آگ میں پھینک دیا جائے؟ تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

الجواب!

(ا)...... ملک صاحب کی ''بے چارگی'' اور ''کم فہمی'' قابل رحم ہے جو اعتراض پیش کرتے ہیں وہ ان کے خلاف ہی ہوتا ہے۔حضرت یعقوب علیہ السلام کا رنج پہلے خود ملک صاحب نے ماتم کی تائید میں پیش کیا ہے۔لیکن اب لکھ رہے ہیں کہ اگر ہمیں بھی یہی عمل کر کے دکھانا لازمی ہے۔

ملک صاحب! حضرت یعقوب علیہ السلام کا عمل حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں غم واندوہ اور آنکھوں کا سفید ہو جانا اس کا نتیجہ ہے۔اگر آپ کے سینے میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا حقیقی غم ہے تو اس کے نتیجے میں آپ کی آنکھوں پر بھی اثر پڑنا چاہیے، معلوم ہوا کہ سب بناوٹ ہے۔

(ب)......حضرت ابراہیم علیہ السلام خود تو آگ میں نہیں کود ے بلکہ ان کو کفار مشرکین نے آگ میں ڈال دیا تھا۔تو آگ میں ڈالنا کفار کا فعل ہے نہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا۔آپ کا فعل تو صبر واستقامت ہے آگ میں کود جانا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت نہیں ہے جس طرح حضرت ابراہیم کی حق گوئی پر آپؑ کے مخالفین کو اشتعال تھا۔اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ میری حق گوئی پر بھی آپ کا سینہ کھول رہا ہے۔لیکن

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ملک صاحب سے ایک اور سوال!

آپ ماتمی جلوسوں میں تعزیہ کا جلوس بھی نکالتے ہیں اگر آپ تعزیہ کے لغوی معنی سمجھتے ہیں تو یہ بتائیں کہ شبیہ روضہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو تعزیہ کہنے کی وجہ کیا ہے؟

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ......خطیب مدنی مسجد چکوال ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ